اللہ کی صفات کے جلوے منکروں میں حسد پیدا کرتے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ رنومبر ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت اور ان کا ترجمہ پڑھ کر سنایا:-

وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ (البروج: ۸ تا ۱۱)

ترجمہ:۔اور وہ لوگ مومنوں سے جو کچھ کر رہے ہیں ان کا دل اس کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور وہ ان سے صرف اس لئے دشمنی کرتے ہیں کہ وہ غالب اور سب تعریفوں کے مالک اللہ پر ایمان کیوں لائے۔ وہ اللہ جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز کے حالات سے واقف ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں مبتلا کیا پھر اپنے فعل سے توبہ بھی نہ کی انہیں یقیناً جہنم کا عذاب ملے گا اور اس دنیا میں بھی انہیں دل کو جلا دینے والا عذاب ملے گا۔

پھر حضور انور نے فرمایا:-

ان آیات میں تین جماعتوں کے متعلق اصولی باتیں بتائی گئی ہیں تین ایسی صداقتیں جو

آدم سے لے کر قیامت تک صحیح ثابت ہوتی رہیں، ہوتی رہیں گی ان آیات میں جن تین جماعتوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں۔ ایک ایسے غیر مومن منکر جو انکار پر اصرار کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔ ایک ایسے مومن جو جب اللہ کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں اور حقیقی توحید پر وہ قائم ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو وہ پکڑتے ہیں تو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور پھر مرتے دم تک اسے چھوڑتے نہیں۔

اور تیسری جماعت جس کا ذکر یہاں ہے وہ ان لوگوں کی جماعت ہے جو منکروں میں شامل رہے اور ایسے اعمال بجالاتے رہے جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ تھے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور انہیں اس بات کی توفیق دی کہ وہ توبہ کر لیں اور جس گروہ کے وہ مخالف اور دشمن تھے (مومنوں کا گروہ) اس گروہ میں وہ شامل ہو جائیں اور ان کا وہ انعام پائیں اور جس جماعت کو وہ چھوڑ کے آئے ہیں ان کی سزا سے خود کو محفوظ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس سورۃ کی پہلی آیات میں) جس قسم کی دشمنی کا اظہار پہلی جماعت، دوسری جماعت، غیر مومن منکر جماعت، مومن جماعت کے خلاف کرتی ہے جس قسم کی ہلاکت کے منصوبے وہ بناتے ہیں ہلاکت کے لئے کوشش کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ۔ جو کچھ وہ مومنوں سے کرتے ہیں ان سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے اس کی حقیقت کو ان کی عقل بھی اور ان کی فطرت بھی ہمیشہ سمجھتی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ وہ اس یقین پر قائم نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ پر مضبوطی کے ساتھ حقیقی ایمان لانے والوں کے خلاف منصوبے بنانا واقعہ میں ٹھیک بات ہے اور ہمیں ایسا کرنا چاہیئے۔ اس حقیقت پر قائم نہیں ہوتے۔

افعالِ بد، خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ اعمال بھی کرتے ہیں اور دل سے یہ ندا بھی اٹھتی ہے کہ کہیں ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے گرفت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دشمنی جو وہ کرتے ہیں مومنین باللہ سے وہ کسی دلیل پر کسی صداقت پر کسی سچے واقعہ پر مبنی نہیں ہوتی۔ وہ دشمنی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مومن اس اللہ پر ایمان لے آئے جو تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف

اور ہر قسم کے نقص اور کمزوری سے مبرّا ہے۔ وہ ہر قسم کی صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے۔ ان صفات میں سے جو صفات اس دشمنی کی وجہ بنیں ان کا یہاں ذکر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے بندوں کی دشمنی وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفت عزیز سے متّصف ہے اللہ تعالیٰ صفتِ حمید سے متّصف ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ صفتِ مالکیت سے وہ متّصف ہے اور اللہ تعالیٰ صفتِ شہید سے متّصف ہے چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات اپنے ان بندوں کی زندگی میں اپنے جلوے دکھاتی ہیں جن کا وہ مشاہدہ بھی کرتے ہیں اس لئے حسد کی آگ ان کے دلوں میں بھڑکتی ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں۔

صفتِ عزیز کے کئی معنی ہیں۔ ایک تو اس کے معنی ہیں بڑی طاقت والا بڑے غلبہ والا اور ایسا غالب کہ اَلْمَنِیْعُ الَّذِیْ لَا یُنَالُ وَ لَا یُغَالَبُ وَ لَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ کہ جو انسانی منصوبوں اور انسانی دشمنیوں اور انسانی کرتوتوں کی دسترس سے بالا ہے (لَا یُنَالُ) اور دنیا کی ساری طاقتیں مل کر اس پر غلبہ حاصل نہیں کرسکتیں (وَ لَا یُغَالَبُ وَ لَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ) اور جو وہ کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت دنیا کا کوئی منصوبہ اسے اس کے منصوبوں میں ناکام نہیں کرسکتا عاجز نہیں بنا سکتا۔ پھر عزیز کے معنے ہیں المکرّم وہ صاحبِ عزت ہے اور عزت کا سرچشمہ ہے۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا (فاطر:۱۱) کہا گیا ہے۔ وہ عزیز ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس جہان اور اگلے جہان میں صاحبِ عزت و اکرام ہو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب سے تعلق قائم کرے اور حقیقی عزت اس سے حاصل کرے نہ کہ دنیا کے دوسرے عزت کے جھوٹے سرچشموں سے حقیقی عزت کے وہ سرچشمے نہیں ہیں۔ اصل عزت دینے والا خدا تعالیٰ کی ہستی اور ذات ہے اور اپنی اس صفت کے جلووں میں کہ وہ طاقت کا سرچشمہ ہے، وہ عزت کا سرچشمہ ہے، وہ ہر پہنچ سے دور ہے، کوئی اس پہ غالب نہیں آ سکتا، کوئی اسے عاجز نہیں کرسکتا اس کی صفات کے جلوے ان کو نظر آتے ہیں اس دنیا میں خصوصاً (جہاں تک انسان کا تعلق ہے) ان لوگوں کی زندگیوں میں جو حقیقی طور پر موحد ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق رکھنے والے ہیں۔

یہ سارے جلوے جو ہیں یہ خدا تعالیٰ کی حمد کی طرف انسان کو متوجہ کرتے ہیں وہ حمید

ہے، سب تعریفوں کا مرجع بھی وہ ہے اور سب حقیقی تعریفوں کا مستحق بھی وہ ہے اور جو اس سے تعلق رکھنے والے ہیں ان سے بھی پسندیدہ افعال سرزد ہوتے ہیں (اللہ عزیز ہے اور سب سے بڑی طاقت انسان کی یہ ہے کہ وہ یہ یقین کرے کہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں لیکن جس خدا پر میں ایمان لایا ہوں اس میں ہر طاقت موجود ہے اس واسطے مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے) جو خدا کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے وہ تو خدا تعالیٰ کی ہدایت میں خدا تعالیٰ کے تصرف کے نیچے آ گیا اس سے بھی ایسے افعال سرزد ہوں گے کہ جس طرح سب تعریفوں کا مرجع اور مستحق اللہ ہے خدا تعالیٰ اس کی بھی حمد کرتا ہے آسمانوں سے اور لوگوں کی نگاہ میں بھی ان کو ایسا بنا دیتا ہے۔ ایک بت کی شکل میں نہیں ایک ایسے فعّال وجود کی شکل میں جس کا ہر فعل نوعِ انسانی کی خدمت میں، ان کے دکھوں کو دور کرنے میں، ان کے لئے سکھ کے سامان پیدا کرنے میں لگا ہوا ہے۔ لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ تعریف دو طرح کی جاتی ہے یا حسن کے نتیجہ میں یا احسان کے نتیجہ میں۔ حقیقی حسن خدا تعالیٰ کا ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:۳۶) اور احسان تو کسی اور کا تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس نے پیدا کیا، اس نے طاقتیں دیں۔ اس نے ہر دو جہان کی ہر چیز کو خادم بنا دیا انسان کا۔ اس سے بڑا اور کیا احسان ہوسکتا ہے کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہمارے لئے بطور راہبر اور ہادی کے مبعوث کر دیا تو جو اس کے کہنے پر اور اس کے حکم کے مطابق اپنے اندر اپنے وجود میں اپنے افعال میں نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی جھلک رکھتا ہوگا، وہ حسن اس میں پیدا ہوگیا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے احکام کے مطابق دنیا کے محسنِ اعظم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دنیا پر احسان کرنے والا ہوگا اس سے بڑا کون احسان کرنے والا ہے سب لوگ اس کی تعریف کرنے لگ جائیں گے۔ دشمن بھی تعریف کرتے ہیں ایسوں کی اور اپنے بھی کرتے ہیں۔

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اَلْمِلْکُ کے معنے ہیں **اَلْعَظْمَةُ وَ السَّلْطَةُ** عظمت اور رعب، اور **اَلْمَلِکُ** کے معنی ہیں **صَاحِبُ الْاَمْرِ وَالسَّلْطَةُ** نیز **قَادِرٌ عَلَی التَّصَرُّفِ**، تصرف کرنے پر قادر۔ تو الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ذات ہے کہ ہر دو جہاں کی ہر شے میں اپنی مرضی کے

مطابق تصرف کرسکتا ہے اور تصرف جو ہے وہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قانون کا تصرف، جو دنیا کی بادشاہتیں کرتی ہیں، قانون بنا دیتی ہیں اور پھر ان کے کارندے جو ہیں وہ اس کے مطابق شہری زندگی چلاتے ہیں۔ غلطی کرتے ہیں کبھی ٹھوکر کھاتے ہیں کبھی قانون کے مطابق کام کر رہے ہوتے ہیں۔ انسان ہے، قانون بھی کمزور اس کا اور اس کا اجرا کرنے والے بھی ہزار ضعف رکھتے ہیں اپنے اندر لیکن خدا تعالیٰ ’’قَادِرٌ عَلٰی التَّصَرُّفِ‘‘ قانون کے لحاظ سے بھی ہے یعنی اس نے کائنات کی ہر چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ایک عظیم قانون سے وابستہ کیا ہوا ہے۔ اسی واسطے ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے نوبل پرائز لے لیا نا۔ ایک نیا قانونِ باری ایک نئی جھلک اس صفت کی ان کی تحقیق نے معلوم کی لیکن خدا تعالیٰ صرف قانون کے ساتھ تصرف نہیں کرتا۔ بلکہ وہ متصرف بالارادہ ہے اس نے صرف یہ قانون نہیں بنایا کہ بعض درخت موسم بہار میں پت جھڑ کرتے ہیں۔ موسم بہار میں جان کے کہہ رہا ہوں خزاں کی بجائے۔ بعض درخت ایسے ہیں جو موسم بہار میں پت جھڑ کرتے ہیں اس نے یہ قانون بنایا ہے، قانونی تصرف بھی ہے اس کا، کہ یہ درخت جو ہیں درختوں کی یہ قسمیں یہ موسمِ بہار میں اپنے پتوں کو گرا دیں گی اور نئے پتے اگیں گے ان میں لیکن وہ متصرف بالارادہ ہے اس قانون کے ہوتے ہوئے بھی۔ ہر پتّہ جو گرتا ہے وہ اس کے حکم سے گرتا ہے، ایک دفعہ دیر کی بات ہے میں کالج کی لاج میں رہا کرتا تھا تو ایک ایسا ہی درخت ہمارے گھر کے صحن میں بھی لگا ہوا ہے۔ ایک دن اس طرف میرا خیال گیا۔ پت جھڑ کا موسم تھا میں نے کہا دیکھیں خدا تعالیٰ کا تصرف بالارادہ جو ہے وہ کس رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو شام کے وقت، پت جھڑ ہو رہی تھی نا ایک وقت میں تو سارے پتّے نہیں جھڑ جاتے، کچھ پتے زرد کچھ زیادہ زرد کچھ کی پتے کے ساتھ ایک چھوٹی سی ڈنڈی ہوتی ہے جو ٹہنی کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے وہ بھی جب تک زرد نہ ہو وہ جھڑتے نہیں اور کچھ سبز بالکل۔ تو میں تین چار پتے شام کو دیکھتا تھا زرد، نیم زرد اور بالکل سبز اور صبح جا کے دیکھتا تھا اس درخت کے نیچے تو سبز پتّہ نیچے گرا ہوا ہوتا تھا اور زرد پتا درخت کے اوپر لگا ہوا ہوتا تھا۔

اگر صرف قانون کی حکومت ہوتی خدا تعالیٰ کی تو جوں جوں زردی اور موت کی کیفیت پتے پر زیادہ ہوتی چلی جاتی اس کے گرنے کا امکان زیادہ ہوتا لیکن ایک بظاہر نسبتاً زیادہ زندگی

رکھنے والے پتے کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ درخت سے نیچے گر جا اور جو زرد پتا تھا جس کا زیادہ امکان تھا شام کے وقت کہ وہ گر جائے گا صبح کو وہ درخت پہ لگا ہوا تھا اسی طرح، یہ درخت بھی ہمارے معلم ہیں، اسی واسطے ان کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو آیات کے زمرہ میں رکھا ہے۔ یہ بھی پوائنٹر (Pointer) ہیں۔ یہ علامتیں ہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی تعلیم اور قرآن کریم میں جو صفات اس کی بیان ہوئی ہیں ان کی حقیقتوں کو واضح کرنے والی ہیں۔تو میں مالک کے متعلق خدا تعالیٰ کی جو مالک ہونے کی صفت ہے اس کے معنے بتا رہا ہوں کہ اس کی ملکیت ہے ہر چیز۔ ہر چیز کا وہ خالق ہے۔کوئی چیز ایسی نہیں جو اس نے پیدا نہیں کی اور ہر چیز کا وہ مالک ہے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کسی بت نے بنائی ہو یا امریکہ نے بنائی ہو یا کسی اور ملک نے۔ ہر چیز اُس نے بنائی۔انسان نے جو بنایا اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق تصرف کر کے، اس کی بنائی ہوئی قوت اور استعداد اور صلاحیت کے نتیجہ میں تصرف کر کے، انہوں نے ایک نئی شکل اس کو دے دی لیکن گھر سے تو کچھ نہ لائے سب کچھ خدا تعالیٰ کی عطا تھی۔اس کی قوتیں اور استعدادیں بھی اور وہ جو مادہ تھا جس کو اس نے استعمال کیا یا جو تھیوری تھی جو اس کے ذہن میں آئی وہ اور جو قانونِ قدرت جس کے عین مطابق اگر ہو تو حقیقت ہے ورنہ نہیں یہ سب کچھ خدا تعالیٰ نے بنایا۔تو وہ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے اور وہ تصرف کرنے پر قادر بھی ہے تصرف کرتا بھی ہے۔تصرف صرف قانوناً نہیں کرتا بلکہ تصرف بالارادہ کرنے والا ہے۔تصرف بالارادہ کے منبع سے معجزات پھوٹتے ہیں۔اس کا اپنا قانون ہے۔ وہ بھی اس کے قانون کے خلاف نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے جو قوانین ہیں ان پر انسانی عقل حاوی نہیں ہو سکتی، محیط نہیں ہو سکتی۔

اور شہید کے معنی ہیں اَلَّذِیْ لَا یَغِیْبُ شَیْءٌ عَنْ عِلْمِہٖ۔جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہر شے پر جس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے۔

تو یہ جو صفات یہاں بیان ہوئیں عزیز حمید اور لَہٗ مُلْکُ میں مالک ہونے کی اور شہید۔ یہ چار صفات کے جلوے جب جماعتِ مومنین کی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں تو اس وقت جو مخالف اور منکر ہیں ان کے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔ وہ عزت مٹانا چاہتے ہیں، خدا تعالیٰ

عزت دے دیتا ہے۔ وہ کمزور کرنا چاہتے ہیں اَلْقَوِیُّ خدا تعالیٰ طاقت دے دیتا ہے۔ اب جتنا زور روؤسائے مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند گنتی کے ساتھیوں کے خلاف لگایا کہ مٹ جائیں۔ نہیں مٹا سکے۔ اس واسطے کہ ان کا تعلق زندہ تعلق، معرفت اور عرفان کا تعلق اس خدا سے تھا جو غالب ہے پھر جس وقت عرب اپنے معاشرہ اور معیشت اور اقتصادی لحاظ سے ایک کمزور ملک تھا۔ دنیا میں طاقتور ممالک دو تھے بڑے، کسریٰ ایک طرف، قیصر ایک طرف، جب کسریٰ نے ساری توجہ مسلم عرب کی، مسلمان عرب جو تھا اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہوئی تھی حملہ کر کے اور اس وقت قیصر نے سمجھا کہ یہ موقع ہے مٹا دو اور فیصلہ کیا کہ مٹا دے۔ طاقت تھی دنیوی وہ اکٹھی کی۔ کہتے ہیں چالیس ہزار کے مقابلہ میں تین لاکھ کی فوج لے کے آیا اور ان کو حکم یہ تھا کہ یہ لڑائی عام لڑائیوں کی طرح نہیں جس طرح پہلے لڑی گئی ہیں اسی طرح یہ لڑائی لڑی جارہی ہے کہ میدانِ جنگ میں اتنی بڑی طاقت میں بھیج رہا ہوں۔ تین لاکھ، چالیس ہزار کے مقابلے میں۔ ہر دس ہزار کے مقابلے میں پچھتّر ہزار سپاہی زیادہ اچھے ہتھیاروں سے ہتھیار بند ہیں کہ تم ان کو وہاں قتل کرو اور پھر مدینے میں جا کے سارے مسلمانوں کو مارو۔ وہ جنگ یرموک کہلاتی ہے وہ جنگ یرموک نہیں تھی وہ اسلام کی جنگ تھی یعنی اس معنی میں کہ قیصر نے فیصلہ کیا تھا کہ اس جنگ کے ساتھ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا اس عزیز خدا کے ساتھ مقابلہ ہے اور اس حمید خدا کے ساتھ مقابلہ ہے جس سے انہوں نے وہ طاقتیں اور قوتیں حاصل کی ہیں جو تعریف کے قابل ہیں اور تین لاکھ کیا تین کروڑ کی بھی اگر اس جگہ آجاتی فوج اور خدا تعالیٰ جو مالک اور متصرف بالارادہ ہے کا منشا یہ ہوتا کہ مسلمان جیتیں گے ہاریں گے نہیں تو تین کروڑ بھی وہاں شکست کھاتا اور وہ مسلمان کو شکست نہ دے سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا ہر دو جہان کو کہ اسلام اس میدانِ جنگ میں جیتے گا، ہارنے کیلئے نہیں اسلام کو قائم کیا گیا۔ یہ ہے متصرف بالارادہ۔ تو یہ جب متصرف بالارادہ رب کی صفت کے جلوے مخالف دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتا یا منکرِ باری ہے یا صحیح حقیقی توحید پر قائم نہیں، تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔ جلن پیدا ہوتی ہے۔ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اور بھی پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں منصوبے اور بھی تیز ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ

کی رحمتیں اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے فرشتے اور بھی زیادہ آتے ہیں اور اسلام کی اور مومنین کی اس جماعت کی حفاظت کرتے ہیں۔

پھر کوئی منصوبہ چھپ کے خدا کے خلاف کیا نہیں جا سکتا۔ ایک تو اپنے عزیز ہونے کے لحاظ سے پھر حمید ہونے کے لحاظ سے کوئی فعل ایسا تو نہیں خدا کر سکتا کہ جو اس کے اوپر اعتراض آجائے کہ خدا تعالیٰ تو نے جو بشارتیں دی تھیں اپنے بندوں کو وہ پوری نہیں ہوئیں تو پھر حمد تو نہیں ہوگی نا۔ حمد تو اسی وقت ہوگی کہ جو خدا نے کہا ویسا پورا کر دکھایا اور وہ کرتا ہے اور کوئی چیز اس سے غائب نہیں ہے اس کے علم نے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے اور یہ Surprise کا Element جنگ اور مقابلے میں فوجوں نے اصطلاح بنائی ہوئی ہے۔ وہ فوجوں کی اصطلاح ہے کہ جیتنے کے لئے ایک سرپرائز (Surprise) اچانک، لاعلمی میں۔ لاعلمی میں حملہ کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جس کو دشمن یا مدمقابل استعمال کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مقابلے میں سرپرائز (Surprise) تو نہیں۔ لاعلمی میں حملہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر چیز کا اس کے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ تمہارے دل میں جب خیال پیدا ہوتا ہے اس کا اس کو علم ہے تم جب اپنی مجلس میں بیٹھ کے کوئی منصوبہ زیرِ بحث لاتے ہو اس کا اسے علم ہے۔ جب کسی فیصلے پر پہنچتے ہو اس کا اسے علم ہے۔ جب اس فیصلے کے مطابق تم مادی سامان پیدا کرتے ہو اس کا اسے علم ہے، جب اس فیصلے کو کامیاب کرنے کے لئے ضرورت کے مطابق تم تربیت دیتے ہو اس کا اسے علم ہے۔ تو لاعلمی میں تو کوئی حملہ خدا کے منصوبہ پر نہیں ہو سکتا تو اس سے بھی جو منکرین ہیں، مخالفین ہیں، جو دشمنی کرنے والے ہیں، مومنین کی جماعت سے وہ بڑے تلملاتے ہیں کہ کوئی راہ ان کو اپنی کامیابی کی نظر نہیں آتی۔ دکھ دیتے ہیں لیکن مومنین کی جماعت دکھ سہہ لیتی ہے اور ان کے لئے دعائیں دیتی ہے اور ان کے لئے جو حریق ہے کہ دل بھی ان کے آگ میں جل رہے ہوں گے وہ دعا سن کے ایسا آدمی تو اس کا دل بھی آگ میں جل رہا ہے۔

تو یہاں یہ فرمایا گیا کہ جو خدا العزیز ہے طاقتور، عزت والا، غالب جس کا غلبہ اور جس کی طاقت ہر شے ہر قوت کی دسترس سے بالا اور کوئی طاقت اتنی نہیں جو اس کو مغلوب کر سکے کوئی منصوبہ ایسا نہیں جو اسے عاجز بنا سکے اور حمید ہے جو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں ان کے

اندر بھی وہ حسن اور وہ احسان کی طاقت پیدا کرتا ہے کہ دنیا ان کی تعریف پر مجبور ہو جاتی ہے۔ وہ مالک ہے متصرف بالارادہ ہے۔ قانون کے اوپر نہیں اس نے ہر چیز کو چھوڑا ہوا۔ قانون بھی اسی کا چلتا ہے لیکن قانون در قانون اس طرح اس نے بنا دیا ہے کہ انسانی عقل تو ان گہرائیوں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔

اور وہ شہید ہے۔ اس خدا سے، یہاں چونکہ یہ باتیں تھیں جو دشمن کے دل میں آگ بھڑکانے والی حسد پیدا کرنے والی جب تک معرفت حاصل نہ ہو اور توبہ کا دروازہ نہ کھلے دشمنی میں ان کو بڑھانے والی ہیں ان صفات کا یہاں ذکر کر دیا کہ مومن باللہ ہیں کہ چونکہ وہ ایک ایسی ہستی پر ایمان لائے کہ جو اللہ ہے تمام صفاتِ حسنہ سے متصف، ہر عیب سے پاک اور ان صفات میں صفتِ عزیز ہے اس کی ایک صفت۔ پھر الحمید ہے وہ، پھر المالک ہے وہ، پھر وہ شہید ہے اور یہ صفتیں جو یہاں بیان ہوئی ہیں یہ دشمنی کا باعث بنتی ہیں اس لئے یہاں ذکر کیا گیا ہے اور یہاں یہ نتیجہ نکلتا ہے ان آیتوں پہ غور کر کے کہ تمہیں تمہاری دشمنی اور تمہارے منصوبوں کے مطابق خدا جزا دے گا۔ چھپے ہوئے تو نہیں ہو تم یا تمہارے منصوبے یا تمہاری دشمنیاں اور اس کے مومن بندے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے نتیجہ میں، جو خدا سے ان کو پیار ہوگا، اس کے نتیجہ میں جو اللہ تعالیٰ کے نور سے وہ حصہ لینے والے ہوں گے اس کے نتیجہ میں، جو توحیدِ حقیقی پر قائم ہونے کی وجہ سے کہ اپنے آپ کو محض لاشے سمجھنا اور کچھ نہ سمجھنا، سب کچھ کر کے سمجھنا کہ ہم نے کچھ نہیں کیا کیونکہ سب کچھ اسی کا تھا اس کے سامنے لوٹا دیا ہے کون سا احسان کیا اپنے رب پر۔ احسان تو اسی کا ہے ہم پر۔ تو یہ صفات، جو اللہ ان کے دلوں کے حالات اور اسرار کو جاننے والا ہے جو مومنوں کے دلوں کے حالات اور اسرار کو جاننے والا ہے وہ مومنوں کو ان کے حالات کے لحاظ سے، ان کے اعمال کے لحاظ سے، ان کے جہاد کے لحاظ سے ان کی ہجرت کی کوششیں کہ گند نہ ہمارے قریب آئے، اس کے لحاظ سے وہ ان کو جزا دے گا اور اسی نسبت سے جو دشمنیاں ہیں اس کے مطابق دشمن اس کی گرفت میں ہیں اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس دنیا میں بھی اس کی گرفت ظاہر ہوتی ہے جب وہ چاہے جب ہم چاہیں نہیں۔ جب وہ چاہے اور مرنے کے بعد تو اس کی گرفت جس پر وہ چاہے وہ ظاہر ہو جائے گی۔ ہمیں تو یہ خوشی ہے کہ ہم سے یہ وعدہ کیا گیا

ہے کہ توحیدِ حقیقی ہو، عزیز کے ساتھ تعلق ہو، حمید کے ساتھ تعلق ہو، تو کوئی گندگی، کوئی ناپاکی، کوئی پلیدگی تمہارے جسم اور اخلاق اور روح کے ساتھ لگی ہوئی نہ ہو۔ تبھی حمید کے تم بندے بنو گے نا۔ اور متصرف بالارادہ ہے وہ قادر خدا۔ تم بھی معمورالاوقات بنو گے وہ مطالبہ یہ کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کا متصرف بالارادہ ہونا کہ ہر چیز کے متعلق چھوٹے چھوٹے پتے کو بھی براہِ راست اس کا حکم آنا کہ گر یا نہ گر۔ یہ ہمیں سبق سکھاتا ہے کہ ایک لحظہ بھی اپنی زندگی کا ضائع نہ کرو اور خدا کی راہ میں اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے اپنی معمور زندگی گذارو اور جس طرح اس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں اس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ خود سوچ کے، پڑھ کے جو ریسرچ کرنے والے ہیں وہ ہمہ تن، ہمہ وقت مصروفِ ریسرچ، مصروفِ تحقیق رہ کے خدا تعالیٰ کے قانون اور خدا تعالیٰ کے تصرف بالارادہ جو ہے بڑا عظیم مضمون ہے یہ چھوٹی سی مثال ابھی میں نے درخت کے پتوں کے گرنے کی دی ہے متصرف بالارادہ ہے، بالکل۔ بڑا غور کیا اس مادی دنیا پر اور سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات متصرف بالارادہ ہے۔ تم بھی دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ اس کا متصرف بالارادہ ہونے کے لحاظ سے حکم تمہارے حق میں نکلے اور تم اس کی قانون کی گہرائیوں اور اس کے حسن کو جاننے والے اور دنیا تک پہنچانے والے ہو اور جو شہید ہے جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اس سے دعا کرو کہ اے خدا! جو غلطیاں ہوئیں جو کوتاہیاں ہوئیں جو کمزوریاں ہوئیں وہ بھی تو جانتا ہے۔ تجھ سے ہم چھپا تو نہیں سکتے مگر تجھ سے مغفرت کی دعا تو مانگ سکتے ہیں۔ تو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ہمیں دبا لے اور جو اگر کوئی ایسا عمل ہوا جسے تو نے پسند کیا اور رد نہیں کیا وہ بھی تو جانتا ہے۔ تو ہمارے عمل کے مطابق نہیں بلکہ اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ اگر تو چاہے تو بغیر حساب کے جزا دے دے گا۔ ہمیں جزا دے دے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر فضل کرے۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر بھی فضل کرے۔ اس وقت انسان بھی بڑے اندھیروں میں بڑی پریشانیوں میں بڑے خطروں میں گھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ان کے لئے خوشحالی کے سامان پیدا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵ راگست ۱۹۸۲ء صفحہ ۱ تا ۵)